



عجب بے وقعتی ہوئی ہے یہ لڑکی، کسی بات کا ہوش ہی نہیں رہا۔ "اپنے رینگتے ہوئے اپنے برابر سنی دوا کے سینے پر سے احتیاط سے کتاب اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور اسی احتیاط کے ساتھ پختی پر رکھی چاہے کھل کر اس پر پھیلا دی۔ اس کی اس حالت کو شدید نا پسند کرنے کے باوجود وہ اس کی نیند میں غلطی نہیں دیکھتا تھی۔

گھر اس کی نیند وہ بھی کتنی ٹہنی ہے۔" اس نے ایک سوئی آدھرتے ہوئے بال نکاک پر نظر ڈالی جو اس وقت ساڑھے چار بج رہی تھیں۔ زوفا کی پچھلے کئی

دنوں کی روٹیں اور موجودہ انداز کو دیکھتے ہوئے وہ ابھی ابھی نیند سے بیدار ہونے کے باوجود سمجھ سکتی تھی کہ اسے سوئے ہوئے پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہیں ہوئے ہوں گے۔

عجب سی بات تھی کہ زوفا جو ہمیشہ نیند کی رسیا رہی تھی اب سوتا بھولتی جا رہی تھی۔ ورنہ اس کا معمول تھا کہ رات گیارہ ساڑھے گیارہ بجے بڑے استہمام سے سونے کی تیاری کر کے بستر پر آئی، پتھر اور آئینہ منہ منہ سے سونے سے لپٹی رہتی اور پھر بے فکری سے سو جاتی۔ نیند بھی ایسی کہی آئی تھی اسے کہ صبح نماز

مکمل ناول



بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
موسمًا من موسمي الدنيا والآخرة

تجلیات استیلا و انحصار امام علی بن ابی طالب

(۱۳۸۲)

□ □ □

تہذیب و تمدن کی تاریخ

اولیٰ کا یہ صفت کہ وہ کسی کو اپنی خلد ای کی برائی
 کر دیتی ہو تو گناہ ہوتا ہے جو روکنے والے۔ اس
 کے مخصوص انداز کی شکل اندازے اس نے کچھ اس
 طرح سے یہ صفت لکھا کہ خلد ای بھی مسکرا دیتی
 ہے کچھ دیتی ہیں کہ خلد ای! خداوندی میرے
 من سے چاہو ہے۔ اس نے فوراً ہی اپنی سب سے
 بڑی خلد ای لکھ کر لے کر رکھا۔
 یہ تو میری ہی عیب اور معلوم ہے جس کو چاہئے کی
 ہوں تو شیلہ۔ جس کے نکلیں کی اس کے دم سے
 ہی تو میرے گھر میں رونق ہو جاتی ہے کچھ دن کے لیے
 وہ تو خلد ای لکھ کر لے گئی تھی۔
 یہ سب لے آئیں نا اس رونق کو دیکھنے کے لیے
 اس گھر میں۔ اس کی مدد سے انداز میں کی کئی سرگوشی
 خلد ای نے وہ شاید نہیں سنی لیکن زندہ کے کانوں کی
 گونج تک میں نہ سنی۔ لیکن یہ ظاہر کرنے کے لیے
 کہ اس نے کچھ نہیں سنا وہ بے نیازی سے قہر
 رہے ایک دھڑلے کی دھڑکی میں مصروف
 ہو گئی۔ وہ خود بھی اس کی طرف سے بیخ موڑ کر اپنے
 غصے آئے تھے۔ لیکن بات تو ازلہ کھلنا ہی جاری
 تھی۔

خالد ای میں سے گونج تھی ہے جو اس وقت جھو
 قہر ہو ایک کپ چاہتے پلا کر دیتی جا رہی تھیں گے۔
 اس کی عیب تھے جسے نہ ناسے بھری سبکدوش
 جان لے۔ اسے حال ایک آج بے غور تھی سے
 یہ خدا میں چلا گیا تھا۔ اصل میں آج خلد ای اور
 میری کئی خلد ای کے لیے جانے کا راز تھا اس لیے
 خلد ای کی کچھ ہی خلد ای چاہیے۔ وہ اپنی میں ان کے
 خلد ای کی کچھ ہی خلد ای لکھ کر لے کر لے کر لے کر
 خلد ای کی کچھ ہی خلد ای لکھ کر لے کر لے کر لے کر
 خلد ای کی کچھ ہی خلد ای لکھ کر لے کر لے کر لے کر
 خلد ای کی کچھ ہی خلد ای لکھ کر لے کر لے کر لے کر

تھا۔
 "سوری ایس، جیسا میں تو اس وقت کافی مصروف
 ہوں ورنہ بتا دیتی۔" مختصر سے ناخوش ہو کر کئی شے لکھ کر
 صاف کر دی بلکہ نہایت ہنسنے ہوئے معذرت مانگ کر
 "تم تو فارغ ہو دو با تمہارا۔" اس نے آرام سے
 دونوں پاؤں صوفے پر رکھے ساتھ ساتھ کئی خلد ای کی طرف
 امید بھری نظروں سے دیکھا۔
 "میں! یعنی کہ زودیا طارق" اور چائے بٹائیں
 امپا سبل! اتنی فضول چیز کے پیچھے اپنا قیمتی وقت میں
 ہرگز ضائع نہیں کر سکتی۔" ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی وہ
 اسے اپنے وقت کے قیمتی ہونے کا احساس دلا دیتی
 تھی۔
 "کیا چاہئے اور فضول چیز؟" وہ تو جیسے تمہاری کپ
 یہ دیکھو کتنے بڑے بڑے لوگ چائے کی قدر کرتے
 تھے۔ دیکھو جس چرچل کو کون نہیں جانتا؟ وہ کہا کی ہے
 چائے کے ایک کپ سے بہتر بھی کوئی چیز ہے۔
 اور یہ کرکٹ کرانہ ماہیچل، مئی کی مہر ۱۸۸۸ میں قومی
 کہتے ہیں "چائے کا ایک کپ ہی آدمی ہے۔"
 "جہاں چائے ہے وہاں امیدیں ہیں۔" یہ بھی
 نہیں کہ وہاں سر آر تھریو کا کہنا ہے۔ "وہ خواتین
 ایک رسالہ ہاتھ میں پکڑے جن جن کراس میں سے
 اپنے مطلب کی باتیں سنا رہا تھا۔
 "وہ سنیں چرچل اور آر تھریو کے اقوال سے کچھ
 کیا لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
 کسی نے کہا ہو تو میں غور بھی کرتی ان باتوں پر۔ اس
 کے دماغ کو کتنا کسی خاطر میں لائے وہ نہایت اطمینان
 سے بولی۔
 "کلام کلام اور صرف کلام۔ یہ بھی تو قائد اعظم نے
 فرمایا ہے لیکن سارا مارا دن قائد اعظم سے بچے ہوئے تو
 نہیں ان کا یہ ارشاد یاد نہیں آتا۔" اس سے کٹ کر
 فضول تھا لیکن پھر بھی وہ الجھ گیا۔
 اس کی دماغ کچھ سننے ہی والا تھا کہ اطالوی فلمی راز
 اسی اور کپا۔ اس میں پہلی ہوں گے۔" کہتے ہوئے

قاری سے دو اڑنے کی طرف، دولہی۔ اگلے ہی
 لمحہ کا پانچواں تھا سے اندر آ رہی تھی۔ چہرے پر فائے
 کی خوشی تھی۔ ایسی جتنی محبت تھی اسے ان سے کہ
 اپنے روز بھی میں خوش و غموش میں کی نہیں آتی
 تھی۔ وہ ہر بار یوں ان سے ملتی تھی کہ نہ جانے کتنے
 سال کی چالی کے بعد ملاقات ہوئی ہو۔
 "جی! آپ جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر آیا میں
 جے ٹیڈ میں کھانا لاتی ہوں۔" جرجیس عبد اللہ کی
 دست پر کر سکتے مستعد ہی دیکھ کر وہ لکھ کر کوئی یقین
 ہی کر سکتا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو ابھی چند لمحے پہلے
 یہ ایک کپ چائے بنانے کے لیے اپنی محبت سے
 ہلے رہی تھی۔
 "کھانا تو میں نہیں کھاؤں گا چاند! باسٹل میں
 جس کے ساتھ ہی چکر لیا تھا آج۔" چہرے پر نرم
 سٹراپٹ لے کر وہ اس سے کہہ رہے تھے۔
 "اب یہاں آنا تھا تو کھل کھا کر آئے میں نے
 اس طرح آج آپ کے لیے شامی کھڑے بنائے
 تھے اور ابھی تک آپ کے انتظار میں کھانا بھی نہیں
 دیا۔" وہ چہرے پر خفگی سجائے روکھے روکھے لہجے
 بولی۔
 "جیسا یہ ہے کہ تم میرے لیے ایک کپ چائے
 "تھوڑی بھائی سوئیٹ ڈش میں چائے کے ساتھ
 بکریں گا اور تم میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیں۔"
 جی عبد اللہ نے ور سبائی راہ نکال کر اس کی خفگی
 رے کی کو شش کی۔
 "جی ایک شرط پر۔ آپ جرجیس میں! منتقل ٹیبل
 آئیڈ جا سکیں۔" اس کے نہایت آسانی سے وہی
 نے اسے عبد اللہ نے بغور اس کی طرف دیکھا۔
 "کی طرف وہ اس کی نظروں سے طبعی انجمن عمل
 رہی جس عبد اللہ کی طرف متوجہ تھی وہ اب انھ
 کے ساتھ جرجیس کی طرف جا رہے تھے۔
 ہاتھ دھوئے مخترم ایس عبد اللہ صاحب! یہ
 اب لکھنا بھی نہیں جو کپ ہاں جرجیس پریشان

بیٹھے ہیں۔" اتنی دیر سے خاموشی سے نہیں پاس
 باتوں پر کئی باتیں لے کر گئے۔
 "یہ لڑکی کبھی بھی مجھے اپنے کئے جہاں سے جہاں
 ہوئے رنجور کر دیتی ہے۔" وہ جھنجھلا رہا۔
 "وہ تو قائمہ نہیں بلکہ عارضی ہے۔" لکھ کر جرجیس
 چائے کی کچھ امید بن گئی۔ سب سب شے اب کو بھی
 ایک کپ نہایت لکھتی دیا جائے گا۔" اس کے
 آثار سے کہہ کر اس کے انداز میں لایا والی کپ۔
 "ہو نہ! میں کوئی ملاحظہ ہوں نہ دوسروں کے
 ذریعہ قائمہ حاصل کر لیں۔" یہ لکھ کر چلی گئی تھی۔
 غصے میں مشتاقا آہوا کرے یا ہر گز کیا۔ جلد ملا سمجھ
 میں نہ آنے والے انداز میں شکستہ اپنا کمرہ لکھی۔
 وہ حیاتی رشتے بس ایک دھڑلے سے شعیبہ کی
 صورت لڑکی کا داشت میں ملتی تھی۔
 اس کے ذہن میں جتنے واقعات آئے تھے وہ نہایت
 ناخوشگوار تھے۔ کبھی کبھی چلتی چلتی والدی کی شکل وہیں
 کے رہے پر اب بھی تو کبھی آئے ہوتے تھے کی تبدیلی
 تھی نالی لداں کا خشونت، بھرا چہرہ سامنے آیا۔ یہ چہرہ
 بھی کم نہیں تھیں جب بھی سیکے کا پکرنا تھیں ہاں خلد
 ہو سے مزید خراب کر جاتیں۔ والدی جو یوں بھی تھی
 سے خوش نہ رہتی تھیں۔ ان کے ہر پکر کے بعد مزید
 ناقابل برداشت ہو جاتیں۔ لیکن حیرت تو اسے بھی کی
 برداشت پر ہوتی تھی جو ہر بار وہ بہت صبر سے
 برداشت کر لیتیں۔ ڈیڈی کی گھر میں تو کے ساتھ ہی
 شکایتوں کا ایک پورا پورا راز تھا۔ وہ لکھنا تو اپنی کبھی
 کے خلاف کھل کر بیٹھ جاتی تھیں۔ جلد ہی سبکدوش
 ان تمام لغزت انگیز رویوں کا صبر ایک ہی ادب
 تھا۔ "بھائی!"
 "جرجیس نے ایسا کون سا قصہ لیا ہے۔" وہ کہہ
 اس کے لئے ہر گز نہیں دے گا۔ وہ بھی کی کون کونسی
 ان لوگوں کے ساتھ لگے گی ہے کہ کسی میں سے
 احتجاج تک نہیں کرتی۔ "مگر کے جملہ لکھنا

تھوڑی دیر بعد ہستی جیسے جنوں نے میرا کہ
 تارہ جرم کو محض کرنے میں بالکل دیر نہیں لگائی۔
 بلکہ وہ میرا کی زبان سے سرسری ہوئے والے
 تارہ سوا گھر سہری سا ذکر میں گری رہی وہ بڑی
 تھیں۔ لیکن جس طرح انہوں نے اپنی ذات کو متاثر کیا
 وہ گزارش تھے اس پر وہ بھی کسی داد دینے لگیں۔
 غلط بات تھی جب کراچی آئے والے بہن۔ سنوئی کو
 یہاں لے جھٹ کر کے میں ان کے شو پر کراہت ہاتھ
 تھا۔ بہت ہی چند سال مشکل اور سخت ہونے کے باوجود
 یہاں خوش اسلوبی سے کت کے طارقیہ حید کو
 عبداللہ صاحب نے ایک فرم میں اکاؤنٹنٹ کی جانب
 دلائی۔ بلکہ میرا نے ایک اچھی ساکھ کا پرائیوٹ
 اسکول جو ان کر لیا۔ یوں انہیں میکے میں ایک ذریعہ
 مین سے زیادہ کا عرصہ نہ رہنا۔ وہ شروع شروع میں
 ایک قیادت کرتے رہے کہ پھر تھوڑی دیر میں
 جمع ہونے کے بعد ایک اچھی ہی اسکیم میں اپنا ذاتی
 قیادت خرید لیا۔ زندگی میں سب کچھ بہت اچھا تھا
 ہائے ان چند بھی بھار کے جہلوں کے جو لڑکھن کی
 حدود میں گئی اس جہلوں کی لڑکی ذہنا طارقیہ کے اندر
 غولان پر کر دیتے تھے۔

متم اور مہاجر رہا شام کو کس باہر گھومنے چلیں
 کے اس میں کبھی کبھی اپنے ساتھ لے لوں گا۔
 لہذا مجھے آٹھ گھنٹے ہی جریں عبداللہ کو فون
 لے گا۔ تو اس کی بات تھی۔ آج ان کا ہاتھ دے تھا۔ اس
 کی طرف سے وہی چلے والی میلہ باد کو قبول کرتے
 ہوئے انھیں سنا رہا تھا۔ یہ بھی توجہ دیتا تھا۔
 "ابن جہل انہیں میں تو مجھے دیتا ہے۔ کل میرا
 ٹیسٹ ہے۔" انہوں نے سب سے توجہ شامت کے وہ اب
 ان سے کہنا لگی تھی۔
 "جہت تھوڑے دیر گزار لینے سے تمہارا کوئی کام نہ ہو

قصص نہیں ہو جائے گا۔ جو کچھ یاد کرتا ہے شام سے
 پہلے یاد کرو۔ اگر کچھ وہ جائے تو رات دیر تک دیر کر
 تیاری کر لیتا۔ مکمل ہے بھائی کی زندگی کا اتنا اہم وہاں ہے
 اور میں صاحب کو ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ وہ اس کی
 کسی مقتدرت کو خاطر میں لانے کے لیے تیار نہیں
 تھے۔ وہ اس کے بچنے بچنے انداز کو محسوس بھی کر لیتے
 تھے اور وہ بھی سمجھتے تھے۔

"میری بالکل بھی تیاری نہیں ہے میں ٹیل
 ہو جاؤں گی۔" وہ سری طرف وہ دہائی دے رہی تھی۔
 "تو ہو جاؤ ٹیل۔ ویسے بھی ایسے تار لیں اسنوٹ کو
 ہو بالکل تین وقت پر رے انکار ٹیسٹ اسے ٹیل ہی
 ہونا چاہیے۔" ان کے فیصلے میں ترمیم کی کوئی
 گنجائش نہیں تھی چنانچہ تھک ہار کر اس نے بات سنا
 لی۔

شام کو وہ لوہے سنیں ان لوگوں کی آمد سے پہلے تیار
 تھیں۔ ہاکی کی فرمائش پر ان لوگوں نے مل کر پارک کا رخ
 کیا تھا۔ وہاں اس مقام پر گھر سے ہو کر جہاں سے
 سارے شہر کی روشتیاں نکلتی رہتی تھیں اور گھاس
 کے ایک قطعے پر بیٹھ کر ٹیکہ کھانے تک ذہن ایک
 عجیب سی بے گلی طاری رہی۔ جریں سب دیکھ اور
 محسوس کر رہے تھے لیکن پھر بھی بارمل طریقے سے
 اسے ٹریٹ کرنے کی کوشش میں تھے۔

"کیا خیال ہے پلے لینڈ چلیں" جھولا جھولتی ہے۔
 انہوں نے اچانک پوچھا۔
 "نہیں۔" میرا دل نہیں چاہ رہا ویسے بھی اب میں
 کوئی بچی نہیں رہی۔ "اس نے بڑے بیزار سے انداز
 میں جواب دیا۔
 "جریں بھائی! مجھے جھولا جھولنا ہے۔" گیارہ
 سالہ ہاکی چلی گئی۔
 "ہاں ہاں کیوں نہیں۔ چلو اس میں اتم بھی لہا کے
 ساتھ چلے جاؤ میں یہاں ذہن کے ساتھ بیٹھا ہوں۔"
 انہوں نے کہا۔
 "یہ مجھ سے پورے اوسال آٹھ مہینے جھولی ہو کر

بڑی ہونے کی خواہش دیر رہی ہے اور آپ مجھے
 جان والے علم کے لیے بھیج رہے ہیں۔" شام نے
 لڑکی میں آنسو لے کر اس کا ہاتھ پھیر لیا۔
 "جھولا جھولنے کے لیے کسی شخص میں عمر کی قید
 نہیں۔ انسان ہر عمر میں جھول سکتا ہے اگر جسم بارمل
 چاہے تو تین چار دنوں میں لہا لے جاؤ۔ آخر کل تم اس
 کے بڑے بھائی ہو۔" انہوں نے اسے خوش دلا یا تو وہ
 مہلا لہا کی انہی تمام کریموں والے حصے کی طرف
 بڑھ گیا۔ انہوں نے اپنا منہ ذہن کی طرف موڑ لیا۔
 "یہ چند مہینوں میں آپ کچھ زیادہ جیتی تھیں، وہ جی
 ہیں۔" ان کے قدم قدم سے ہونے پر اس نے
 اپنی توجہ سامنے نگاہوں کی طرف مبذول کر دی۔
 "نہیں! لانا لانا آپ پر تحقیق کے لیے یہاں
 نہیں لایا گیا ہے۔" اس کی توجہ کا مرکز بھانپ کر وہ
 جھپٹا۔

نقواب یہاں بیٹھ کر میں اور کیا کرؤں گا۔" وہ
 نہایت محرومیت سے پوچھ رہی تھی۔
 "کوئی جو اب تک گرتی رہی ہو۔" مجھ سے
 اتنی سکون کی فرمائش کرنا کیا ہے جو مجھے والا کھاتا ہے اس
 کے سارے پہلے میری جیب خالی کر دیا کہ خرید لو۔ جو
 تمہارا دل چاہے وہ کرؤ۔"
 ان کی بات پر اس نے بس ایک بار نظر اٹھا کر ان
 کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ اپنے پہلے
 والے مشتے میں مصروف ہو گئی۔ لیکن اس ایک
 لمحوں جو شگہ اور درد تھا اسے جریں عبداللہ نے
 پوری طرح محسوس کیا تھا۔

"یہ جو لوگ ہوتے ہیں نا؟ نہیں بس باتیں بنانے
 سے مطلب ہوتا ہے۔ چاہے ان کی باتیں دو سرے
 کے دل کو زخم زخم کر دیں یہ باز نہیں آتے۔ لیکن اگر
 ہمیں اس دنیا میں رہنا ہے تو ہمیں ان کی باتیں مان کے
 اپنے برداشت کرنے کا حوصلہ اپنے اندر پیدا کرنا
 ہے۔ گل ورنہ زمین تنگ رہ جاتی ہے تم ایسے حساس
 لوگوں کے لیے۔" اس کے پاس ہاتھ پر اپنا دایاں ہاتھ
 رکھ کر اسے سمجھا رہے تھے۔

وہ سر جھٹکے جیب میں دو روپیہ تھا۔ اس وقت وہ
 نقد اس کے چہرے سے خوشی لہا لے کر دیکھ رہے تھے۔
 "آپ جی بات۔ تو گناہ میں ہوں نہ تمہارا بھائی
 پھر نہیں کیا ضرورت ہے کہ لوگوں کی جوا کرے گی۔
 جسے ہمارے تمہارے دل میں کوئی بات نہیں ہو اور وہ
 کے کئے کا اثر لینے کی کیا ضرورت ہے۔ ویسے بھی
 بچوں کو زیادہ غور و خوض کرنے کی ضرورت نہیں ہونا
 چاہیے۔ دل پر زور نہ آئے۔" فریاد جھپٹے کی سے
 جھانکے ہوئے آخر میں انہوں نے لہا لے لیا۔ انداز اپنا
 اور اس کے سر پر بھی سی پت کا کر کے ہو گیا۔
 "چلو جھولوں کی طرف چلے ہیں۔" ان کے اپنی
 طرف ہاتھ پھرانے پر وہ انہوں کی پوروں سے آنسو
 ساق کرتی ان ہاتھ تمام کر اٹھ کر گئی۔

"ذہن کو میرے اس میں کی دین بنانا ہے میرا ذہن بات
 میں ابھی سے تمہارے کانوں میں ڈالے دے رہی
 ہوں۔" پشت پر ذہن کی موجودگی سے بے خبر تھارہی
 مٹی سے کہہ رہی تھیں۔ ذہن جو مجھے سے کوئی بات کہتے
 آتی تھی اپنی جگہ ٹھٹھکتی تھی۔
 آج اس کا اثر کارڈلٹ تھا تھا۔ حال ہی مبارکباد
 دینے کمر آتی ہوئی تھیں۔ انہوں نے باقاعدہ گلے میں
 پھولوں کا بارڈال کر اور منہ دیکھا کر اسے مبارکباد
 دی۔ نمبر جو تک کافی اچھے آئے تھے اس لیے ذہن
 بھی اڑی اڑی پھر رہی تھی۔ جریں عبداللہ نے بھی
 فون کر کے اسے مبارکباد دی تھی۔ وہ کسی دوست
 کے پاس حیدر آباد گئے ہوئے تھے۔ پھر کو رام تو پیا ہو
 تھیں دن کا تھا لیکن اب ذہن کے رشتہ کھن کر تھیں
 نے واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ میں نے تک لو کی کہ
 تھی۔ اپنی اس قدر اہمیت اور جریں اس کی
 محبت نے اس کے دل کو فخر سے بھر دیا تھا۔ وہ تو اس کو
 گھر کی گھر کی صفائی میں مصروف تھی۔ کوئی غور
 اس کی کامیابی پر بہت خوش تھیں اس لیے کہ اسے

رات کو وہ وہاں کا گھاس بیٹھنے کی غرض سے اس کے
 کمرے میں گئی تھی اور ہزار خوشامدوں کے بعد اسے
 توجہ گاہیں دے کر اپنے پر راضی کر پائی تھی۔ اس نے اس
 شخص کو اس کا اس کے تفریح کے لئے دیکھ کر چاہئے
 اپنے کی صورت نہ لے کیا تھا۔
 مگر وہ نہ لے کر بیٹھ کر خود کو کسی کا خیال نہیں رکھتی
 تھی۔ اور وہ بہت کے جسم کو بھی اچھے شک کی نگاہ
 سے دیکھنے کی عادت تھی۔ یہاں بھی اپنے جسم کی تین
 بیٹیوں نے ان کی تینوں اداؤں کو دیکھا تھا۔ یہی تھیں
 فارسیہ و انہوں نے اسے اکبر کے بیٹے کے لئے میں
 اپنے بھائی کے بیٹے سے کہنا تھا جبکہ پانی پور کے لیے
 ان کے بیٹوں سے امید لگائے بیٹھی تھیں۔ لیکن وہ
 اور خود اس کے دونوں بیٹوں جڑیں اور انہیں کا تیرا
 اور اس کی بیٹیوں سے ہے اتنا لگاؤ ان کے دل میں
 ہوتے ہیں اور یہ تھا۔

میں نے کہہ دیا میں کہ مجھے کسی سے نہیں ملتا تو
 پس میں منہ لپا کر قہقہے سے کمرے کا دروازہ
 کھانے کی کوشش کی تو میں تھکنا سرتوڑوں گی۔
 دوا لائے سے سرخ ہو جا چوڑا کی ذرا دوا زائے کی
 اوت سے نکل آیا قہقہہ میں نے دھانکی زوردار
 تو اس کے ساتھ دو لڑکے ہار سے بند کر دیا قہقہہ اس کے
 لے کی گرج "آٹھوں کی ایک لڑکھو دوا زائے کی دھمک
 تھیں ہی اتنی زوردار تھیں کہ دوا زائے کے سامنے
 کھڑی جاتے جیسا میں نے ہاتھ دکھا کر اپنے دل کی
 جڑ کی جھک کر لے کی کوشش کی تو میں لافون میں سے
 ہر سے اس کے انتظار میں خواہ وہ یا ایس میں چلا

الحمد لله الذي هدانا لهذا
 ما كنا لنهتدي لہذا لو ان
 ربنا اراد ان يخذلنا
 لافترق بيننا وبينهم
 وان يردنا ليردنا

لیکن جواب نہ درو تھا۔ اور حرا ایسے کو انظار میں رکھتے
 دیکھ کر وہ نہایت سبکی محسوس کر دیتی تھی۔ لہذا ان کے سامنے
 کہ جا رہا تھا انداز اختیار کیا اور دروازے کو پیش نظر
 چیت ڈالا۔ لیکن اور حرا سے بھی رو عمل اتنی ہی شدت
 سے ظاہر ہوا تھا۔

”نزدیک یا باہر آجاؤ۔ اسیں بھائی کب سے
تمہارے انتقام میں بیٹھے ہیں گوئی برتھ ڈسے پرورش
کرتے آئے تو اس کے ساتھ ایسا سلوک تو نہیں
کرتے۔“ اس کے انداز سے اندر ہی اندر غنائف
وے کے باوجود ماہ نے اسے باہر نکلنے کی ایک اور
مشق کی۔

”میں نے کوئی الوی نشین کارو نہیں بھیجا تھا
میں۔ اپنی مرضی سے آئے ہیں جب دل چاہے گا
پس بھی پلے جائیں گے۔“ حدودِ جہ بے مروتی کے
سمونے اس کے جھپٹے نہ صرف ملہا کہ شرمندہ کیا
اس کے چہرے پر بھی امرنی لاؤ گئی۔

”سوری ایس رہا لی“
 ”پتہ نہیں آج اسے کیا ہو گیا ہے۔“ معر مساری ہلایا
 ایس کے سامنے کھڑی اس کے واسطے پر مغزرت
 کر رہی تھی کہ ٹیلی فون کی بیل نے ان کی توجہ اپنی
 طرف مبذولی۔

”میلو! کون؟ جر جیس بھائی۔ السلام علیکم۔ چلیں
 اچھا ہوا آپ نے فون کر لیا۔ ورنہ وہ آپ کی لافانی بہن
 کی شکایتی بی بی بنی ہوتی۔ بات سننے سے پہلے نیچے
 ارنے کو تیار ہے۔“

”جی جی اچھا۔ ہلاتی ہوں۔ آپ کے فون کا
نمبر کو یقیناً مزاج پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔
دوسری طرف موجود چرچیں کو بولڈ کروا کر اس نے
ایک بار پھر اپنے اور زودا کے مشترکہ کمرے کا رخ کیا۔

”نہاں جی نہیں بھائی لا قانون ہے تم سے بات کرنا
 ہر جیسے ہے۔“ اس چھوٹی سی اطلاع میں چلتے کیسی
 شے گئی کہ اگلے ہی لمحے دروازہ کھٹ سے کھل گیا۔
 سید احمد باہر آئے۔ ”یہ یقیناً وہ شے کی طرف جا رہی

تھی۔ اور وہیں ایک صوفی پر مبنی اسٹین عید اللہ کا
خون نقطہ ابلیس سے بھی زیادہ گرم ہو چکا تھا اور وہ نہایت
خون آشام نظموں سے اسے گھورتے کے بعد یا ہر کا
سنگ کر چکا تھا۔

”ہاں! چلو تیار ہو جاؤ۔ جر میں سے بھائی نے بلایا ہے۔
خدا امی کے گھر چلے ہیں۔“ فون سن کر غافل ہوئی تو
اس کا بچہ جر ان کن حد تک بدیل چکا تھا۔
”خدا امی کے گھر چلے ہیں مگر کس کے ساتھ؟“ بابا
اس کی بات سن کر بھنائی۔

۳۳۔ جس کے ساتھ۔ جڑیں بھائی نے ہمیں لینے کی خواہش کی۔ "بولنے کے ساتھ ہی اسے گھر میں بس کی غیر موجودگی کا احساس ہوا تو وہ چلے آہو اور پھر ہر ایک کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

”ایچانگے ہیں وہ یہاں سے تمہارے خیال میں
ماری طرف سے اتنی زیادہ عزت افزائی ہونے کے
بجائے یہاں رکے رہتے۔“ ماہاس کی نظموں میں
جن سوال کو مخاطب کر اب اسے آؤںے ہاتھوں لے

”وہ ہمیں لپٹتا ہے غائب، اُجڑ جیسے ایسا ہی برقعہ ڈے
 جی جی مجھے دُش نہ کریں ایسا تو کبھی ہو آئی نہیں۔
 آج انہوں نے مجھ سے کونسل کٹ نہیں کیا تو مجھے
 کٹے لڑکے اب پر مئی بھی صبح سے غائب ہیں۔ اس
 سزاؤ زیادہ ہی خراب تھا۔“ وہ چھوٹی بھین کے
 لئے اپنے بویے کی وساحت کر دی تھی لیکن وہ بھی
 اتنی ایسا ہی سے جھٹنے کو تیار نہیں تھی۔

نکسہ نہیں جو جس بھائی اور میری پر اور ہاتھ اور
تم نے بے چارے اسیں بھائی پر نہ تو کوئی
نہیں کہنے خلوص سے وہ نہیں خوش کرنے
تھے اور تم نے انہیں لکھی میری طرف دس ہارت

آب جانے دو تا بار! میں بعد میں اس سے
 کھوڑا کر لوں گی۔ ”میں نے چھٹی پر اس کے سر
 کے کپے سے بڑھتی نظر مڑاتے دیکھا۔

جنگل کے حصے کا اہول کی آتشیں کے ساتھ لہریں کے
جذبات کی طرح کھڑی ہوئی تھی وہاں کو جس کی گتے
کے پاؤں پہنچے پہلے تھی ان کو شش گتے تھے
"محبت کی اتنی بے قدری نہیں کرتے کہ ان کے
روٹھ جاتی ہے" اس سے تین سال پہلے ہوئے
کے پاؤں پہنچے پہلے تھے ان کو شش گتے تھے
"فادر کاڑھیک مانی انا یہ فلتہ پھر کی وقت کے
لے اشارہ رکھو انہی تو مجھے صرف پیر میں پہلی تک
پہنچنے کی بے تالی ہے" تو ان کی بات سن کر کمالیک
ٹھنڈی سا سر بھرے ہوئے جرجیس عبداللہ کا منبر
ڈائل کرنے لگی تھی۔ موقوفہ حالات میں وہی ان
لوگوں کو لینے یہاں آسکتے تھے۔

اپنے کرب کو چھپا کر جتنا مشکل ہو رہا ہے
 اسی دھجی آگ میں جانا مشکل ہوتا ہے
 ہوا تو ضبط رہے ہے ہم کو لیکن کیا بتائیں
 آنکھ تکی آئے آتسو پنا مشکل ہو رہا ہے

آئی جاتی لہو لہو پر نظریں جمائے اس کی آنکھیں
شدت ضبط سے سنبھ ہو رہی تھیں۔ حیرت آئی کے طہر
سے نکل کر وہ جانے لگی وہ شہر کی سڑکوں پر بار بار اچھرا
تھا اور جانے کس طرح اس نے گاڑی کا سب سے پیچ کی طرف
طرف موڑ لیا تھا اسے کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ تو بس
رگ روپے میں دوڑتی آگ کو بھانسنے کی سعی کر رہا تھا۔
نوا کے ریلوے نے اس کو بے اختیار ریل میں جھکا کر
تھا۔ اپنے اندر کروٹیں لیتے اس کو ریل پر بیٹھنے میں
جلتی آگ کو قابو میں کیے بغیر وہ اسی طرح تار مار کر
کرنا چاہتا تھا۔ جب ہی بار بار سواٹ کی قفل اور
ان کی پر نظر آئے اسے بڑھیں کے ٹکڑے میں
نظر پڑا اور اچھا۔ لیکن وہ سبھی طرف سے بھی
مستقل رہا اس سے اس کے دل میں نہ

ہم اسے مزید شرمندہ کرنے کا کیا قصد؟
 وہاں چلتے ہو جہاں عبد اللہ کا دلین فرض تھا
 آپ قلعہ کچھ دے ہیں بھلا۔ اسی کوئی بات
 تھی۔ میں سمجھا سے ہمارا میں نہیں ہوں۔ ایک بھوکے
 مجھے میری کھانسی پھر اس کا کھانسی کی کیا تھا تو ان کی
 سچی میں ابھرتے ہوئے ہوئے وقت کا احساس ہی
 نہیں ہوتا۔ میں ہر قسم کی بات کہہ کر اس کو سوچ کر اپنا
 حق ہاتھ دے رہا تھا۔ وہ لب ہی نہ کہہ سکتے تھے کہ
 راضی نہیں تھا۔
 ہر قسم عبد اللہ سے اعتبار ہی ایک گھر میں اس لیے
 کہ وہ ایک گھر میں رہتے تھے کہ اس قسم کے معاملہ وہ ان
 کی کوئی بات سمجھنے کی وہ ذہن میں نہیں تھا۔ اس
 لیے عبد اللہ خود ہی حکم ہوتا تھا۔ کم از کم ان کے
 سمجھنے کا اس کی کیفیت پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔
 چنانچہ انہوں نے اسے تمام کا سلسلہ پھر وہیں سے
 بدلیا۔ اس پر اس میں بھی ان کا ہاتھ نہ تھا۔ جلد ہی
 وہ وہاں سے اپنے گھر میں لوٹ کر چلے گئے تھے۔
 میری چاہت تھی کہ میری ساری باتوں سے اسے قدامتوں
 سے روک دیا جائے۔ وہ اس کے ہمسار سے شکوہ کہیں
 تھا کہ اس کے دل کی آواز میں تھی۔ اسی بھی
 اسے اپنے ہمسار کی بات میں نہ سمجھ سکتے تھے۔ انہوں نے
 ایک دن اس سے کہا کہ قلعہ وہ اس سلسلے میں تھپڑا
 سے بات کیا کہ۔ لیکن زندگی نے تکان دی۔ آج اگر
 وہ وہاں سے آئے تو وہ جیل جتنا کہ وہ قلعہ کے لیے پناہ امن
 کے لیے آئے تھے۔ وہ جیل میں تھے۔ وہ قلعہ کے لیے تھے
 وہاں کی قسم کا قصہ کہیں نہ تھا۔ قلعہ کے لیے اپنے
 ہمارے سے ہے۔ تمام بات کے پھر وہاں سے آئے۔
 اس کے معاملے میں اتنے دنوں سے کی تھیں۔ "تاکہ
 اس وقت سے میرا دل اس کا ساتھ ہوتا تھا۔ میں نے
 اسے سمجھا۔ "اسی بات کی ہی کیا ہے۔ وہ اس کا
 دل سے تھی۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھ تھے۔
 اس کے ساتھ تھے۔ اس کے ساتھ تھے۔
 اس کے ساتھ تھے۔ اس کے ساتھ تھے۔

وہ کہتوں میں ارتعاش پیدا کیا۔
 "میل" اس نے ریسپورڈ اٹھا کر کہا۔ لیکن
 دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔ سی۔ ایل۔ مٹی کی
 اس کے ہاتھ میں کسی شاسا غیر کو ظاہر کرنے کے بجائے
 ظاہر کر رہی تھی کہ یہ کل کلنگ کارڈ کے ذریعے کی
 جارہی ہے۔
 "میل" وہ ایک بار پھر بولا۔ لیکن اس بار بھی
 صرف ہواؤں کے دوش پر سفر کرتی کسی کے ہاتھ سے
 سانس لینے کی آواز سامعین تک پہنچی تھی۔ وہ اطمینان
 سے بیٹھ اٹھا کر اپنے بیڈ پر آ بیٹھا۔
 "جب فون کرنے کی دھمکتی رہی ہے تو شرف کلام
 بھی پیش دینا ہے۔" مزاج میں اچانک ہی خوشگوار رہی اور
 آئی تھی لیکن دوسری طرف ہنر و چہرے کی حکمرانی تھی۔
 "نہیں۔ اسی بھی کیا تھا کہ انسان ایک سواری تک
 نہ کہہ سکتے۔ پھر ہر ایک ہا ہے۔ قلعہ سے بات کرتے
 ہوئے۔" وہ اسے اس بار اٹھا کر کسی طرح زبان سے
 کوئی لفظ ادا ہو جائے۔ لیکن نتیجہ امید کے بالکل برعکس
 نکلا اور فون کھٹ سے بند ہو گیا۔ اس نے بھی فون کو
 واپس کر لیا۔ پر وہ دیکھا۔ البتہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ
 نے چہرے کا احاطہ کر لیا تھا۔ بے شک اس نے زبان
 سے کچھ نہ کہا تھا لیکن اس کے کال کرنے سے ظاہر تھا
 کہ اسے اپنی غلطی کا احساس ہے۔

 "میرے خیال میں اب ہمیں شادی کر لینا چاہیے
 جو جس بیٹا!"
 میرا آئی نے اوپر اوپر کی باتیں کرتے اچانک ہی
 بات کی تھی۔ وہ کچھ بھر کو خشک سے لگے آج
 بہت دنوں بعد وہ ہسپتال سے میرے ان کے گھر پہلے
 آئے تھے۔ اصل میں جب سے ای ای کی واپس ہوئی
 تھی وہاں رہا ہے کہ تمام دنیا "پھر وہاں قحطی قحطی
 موسم کے موسم وہ لوگ وہاں نہیں آئی تھیں۔ وہ وہاں
 ہی رہے۔ وہاں بیٹھ اب کو سمجھتے تھے اس لیے کہ
 کی طرف سے کی جانے والی اس احتیاط پر وہی تھا۔

یہ کیا الیت آج دعویٰ سے ملے کا بہت سی زیادہ دل چاہ رہا
 تھا وہ سیدھے یہاں کا رخ کیا۔ وہ ابھی تک پورے رشتی
 سے نہیں لپٹی تھی۔ وہ کچھ اس کی آمد تک ٹال کر لٹی
 سے کب شب میں مصروف تھے۔ جبکہ ملہا کلج سے
 آنے کے بعد اب بھری قضا اور کر رہی تھی۔
 "آج آپ کو میری شادی کا خیال کیسے آیا۔" وہ
 بات کے پس منظر کو جاننا چاہ رہے تھے۔
 "کیوں خیال آنے کی کیا بات ہے اب تم اس
 بات کو کہنے ہو کہ ایک گھر اور بیوی کی ذمہ داری بھرا
 سکتے ہو۔ یہ بھی تمہارے ہاں کسی عورت کی موجودگی کی
 ضرورت ہے۔ تو کر جا کر چاہے جتنے بھی اچھے اور فلاح دار
 ہوں گھر کو سہرا مال ایک عورت کی ضرورت ہوتی ہے جو
 نہ صرف گھر کو سجائے سنوارے بلکہ زندگی میں
 ڈھاری کا احساس بھی پیدا کرے۔"
 "پھر کیا سوچا ہے آپ نے اس سلسلے میں۔" ان
 کے کچھ سے غفلت سے ہوتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔
 "سوچنا کیا ہے۔ لڑکیاں تو گھر میں ہی موجود ہیں۔
 اگر تم کو تو چاہیں گے اسے تنہا کے لیے کہتی ہوں۔"
 اپنے سامنے ترتیب سے دو کتے بیٹھ کر کوٹنے سرے
 سے ترتیب دیتے اب وہ ان کی طرف دیکھتے سے
 گردن اٹھاتے۔
 "آپ اس سلسلے میں اپنی بھانجی سے بات کریں گی
 انہوں نے ہی آپ سے یہ سلسلہ شروع کروایا
 ہے۔" جہاں عبد اللہ کی چاچا جی لگا ہیں ان کے
 پاس پر تھی تھیں۔
 "تو کیا حرج ہے اگر انہوں نے خود بھی کہا ہے وہ
 ہاں میں سوچ سکتی ہیں تمہارے بارے میں۔" وہ اپنی
 لڑکی کی مغالطہ پیش کر رہی تھیں۔
 "فتنیہ کی تعلیم بہت کم ہے آئی! میرا مینٹل لیول
 اس کے ساتھ متاثر نہیں کر سکے گا۔" انہوں نے اپنا
 دامن پیش کیا۔
 "اگر رانیہ کے لیے بات کر لیتے ہیں تو مینٹل
 اسٹاتس ہے تمہارے یہ وہ فٹنس کی لڑکی تو سوت
 سکی تا تمہیں۔" انہوں نے کوا "ہی ان کی

ساتھ دو سہرا آئینہ رکھ لیا۔
 "مخالف کو یہ اس سے شادی کرنے سے بہتر
 ہے کوئی خود بھی کر لے۔ ابھی قرینت ابھی ہے
 ایم۔ لیٹی ایس کے اور لٹاؤں سے کہ شادی بہت
 بڑی لڑکی کا ہونا ہو۔ ویسے بھی اس کا اور میرا آج
 ڈیٹس بہت زیادہ ہے۔" ان کا وہ سہرا آئینہ بھی اتاروا
 نے فوراً رو کر لیا۔
 "تو تم خود تار و اپنی کوئی پسند آنکھ میری جان
 چھو۔" انہوں نے مینٹل کر لیا تھا۔ میں چلے
 سیکرین کو ٹیبل پر بٹھا۔ جھانک نے پورا دور سے کر انہیں
 جہاں سے بات کرنے کے لیے راضی کیا تھا لیکن
 اب لگا تھا کہ ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور
 ان کے لیے بھانجی ویکم کے انداز میں مزید سر دہری
 پیدا ہو جائے گی۔
 "ایک لڑکی سے ہمارے ہسپتال میں۔ اس بات کا نام
 کرتی ہے۔ پیرا سائٹولوجی میں ماسٹر ڈگری رکھا ہے۔ اگر
 آپ چاہیں تو اس کی آپ سے ملاقات کروا دوں۔"
 کچھ چمکتے ہوئے انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا۔
 "کیا نام ہے اس لڑکی کا؟"
 "ہمایا علی لیکن سب نیا کہتے ہیں۔"
 "کتنے عرصے سے تمہارے ساتھ ہے؟"
 "تقریباً ایک سال سے۔" وہ تفتیشی انداز میں
 پوچھتے گئے سوالوں کا جواب دے رہے تھے۔
 "ٹھیک ہے جب تمہیں پسند ہے تو چلے چلے ہیں
 اس کے گھر۔" ان کا کچھ کچھ روکھا سا تھا۔
 "بات میری نہیں آپ کی پسند کی ہے۔ اگر آپ
 نے اوکے کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ پھر کوئی اور لڑکی
 ڈھونڈ لیجئے گا۔" ان کے جھٹلنے نے ان کی عقل
 گواہی۔
 پھر پھر اسے ملاقات کا وعدہ کیا۔
 سب کچھ یاد رکھی۔ غصہ جھپکی کی قول ہوئے ہی
 لڑکی کہ کر شادی کا وعدہ ہی تھا۔ وہی اس کے
 کے دل میں اتر گئی۔ بہت مشکل اور بہت بڑا فیصلہ
 اس وقت کے ساتھ ہی ہو گیا۔

میلو ایس! آخریت یہاں کیسے بیٹھے ہو؟
 فخر منٹ کے بھی صے میں وہ ایک بچہ پر بیٹھا تھا کہ
 بیٹھ ہی آئی۔ دایم ہاتھ میں بچہ فائل اور بائیں ہاتھ
 پر شیشہ بیکٹ ڈالے اب وہ بیٹھنے کے لیے جگہ کی
 حاشیائی گئی۔ ایس اس کا مقصد یہاں کر بیچ کی ایک
 سہولت یہ ہو چکا۔ وہ بھی جیسے تکلفی سے دو ٹوکا پتھر کرنا
 بچہ پر دیکھتا تھا۔ رکھنے سے خود دوسری طرف پر دیکھ
 گئے۔
 ”مجھے لگتا ہے جیسے لوگوں سے کٹ کر الگ
 تھک بیٹھا کچھ تو وہی پسند ہے۔“ افاق ہی تھا کہ
 ایسے پر مقرر ہو رہا تھا کہ انھوں کو بیٹھ کر
 دیتا سے بچہ پر بیٹھا ہوا وہ چلی آئی۔ آج رات سے
 بچہ کا سلسلہ یہی سہا چل رہا تھا۔ سسٹر کا
 احترام قلم میں نے سوچا تھا تو بچہ کے ساتھ جا کر کچھ
 شریک کر لی جانتے جڑ بیٹھ جاتی کی جلدی بالکل سر پر
 کوئی گئی بیٹھنا بھی کے لیے لگت ڈوبائی پسند سے
 بیٹھا تھا کہ ہی سوچ کر وہ سانس بیکٹھی کی طرف
 چلا گیا۔ نہ اسے باور کا بیٹھ میں ہی اپنے دوستوں
 کے گروپ کے ساتھ کوئی انکر آئی۔ خود اس نے بھی
 ایس کو دیکھ یا لیکن تمام سے اپنے دوستوں سے
 بات کر سونف کی۔
 ”میں نے کوئی نیا نام مجھے تو سے کچھ کام ہے۔“
 اس کی لاپرواہی کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ اس کے
 قریب جا کر بیٹھا۔
 ”کیا تم نے اس نے اہلیت لکھا لکھا تو میں
 پہلے
 میں چاہتا تھا کہ اس ساری فائل نہ ہو وہی اوتو
 وہاں پہلے ہی پہلے ہی کے لیے مولی ٹھٹھ کے
 میں نے۔“ اس نے غصہ سے ایسی جگہ سے دیکھ کر
 اٹھ اٹھا۔ وہیں سے کہ وہاں لگا ہے یہ کر لیا
 دیکھو ان کے ہاتھ۔
 ”میں نے ان کے ہاتھ دیکھے آئی ہوں کہ وہاں

جانے کے لیے نہیں۔“ نہایت بے رخی سے جواب
 دے کر وہ دوبارہ اپنی دوست کی طرف متوجہ ہو گئی۔
 احساس تو ہیں سے ایس نے اپنی مٹھیاں اپنی زور سے
 بیچیں کہ نگار کیس پھٹ جائیں گی۔ ایک بیٹھنے
 مرکز وہ تیز قدموں سے وہاں سے دور ہوتا چلا گیا۔ اور
 اب اپنے ڈارٹمنٹ کے عقب میں بیٹھا خود پر قابو
 پانے کی کوشش کر رہا تھا۔
 ”میلو بھئی۔ کہاں کھوٹے ہوئے ہو۔“ میٹھو نے
 اپنی فائل سے ایک بیچہ نکال کر اس کی آنکھوں کے
 سامنے لہرایا وہ یکدم ہی چوٹا اور سیدھا ہو بیٹھا۔
 ”آج تو خوبصورت لڑکی پاس نہیں ہو اور میری کہیں
 اور خیالوں میں ڈوبا بیٹھا ہو یہ تو سخت تو ہیں کی بات
 ہے۔“ وہ نزاکت سے ہاتھوں کو پیچھے جھکاتے ہوئے ایک
 ادا سے ہولی تو بے ساختہ ہی ایس کے لیٹن پل
 منکر اٹھ بیٹھ گئی۔
 ”سچ کو کون ہے وہ بچہ تمہاری اور گروہ کی دنیا اٹھاو
 ہے۔“ نہایت رازدارانہ انداز میں پوچھتے ہوئے اس
 کے چہرے پر شوشی کا تاثر تھا۔ لیکن ایس ایک دم ہی
 ہونٹ بچھڑ گیا۔
 ”کیا لڑائی ہو گئی ہے اس سے؟“ وہ غائب کی قیاد
 شناس تھی۔ ایس کو متنبھل کر چننا رہا۔
 ”بچہ پر یہ سچ کرنا چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ آپ کی
 دوستوں کی فوج کہاں ہے جو آپ مجھ غریب پر مہمان
 ہو رہی ہیں۔“
 ”پہلی بات تو یہ کہ میرے دوستوں کی کوئی فوج
 نہیں بلکہ ایک چھوٹا سا گروپ ہے جو آج مجھ سے بے
 وفائی کرتے ہوئے قریب ہو گیا ہے اور وہ دوسری بات یہ
 کہ اگر تم آپ جناب کا تکلف قسم کرو تو تمہیں بھی
 اس گروپ کی نمبر شپ دی جاسکتی ہے۔“ اس نے
 بڑی فراخی سے آفری۔
 ”یعنی تم اپنی فوج میں مجھے بھی سپاہی بھرتی کرنا چاہا
 رہی ہو۔“ اس کے شجارت سے پوچھنے پر وہ اسے
 مسکراتی دیکھتے ہوئے لگی۔
 ”چاہا یا نہیں وہ تمہیں میں مان لیتا ہوں کہ تمہارا

صرف ایک چھوٹا سا گروپ ہے جس کی رکنیت حاصل
 ہونے پر مجھے فخر ہے۔“ وہاں کے پرتھوٹے والے دن
 کی طرح آج بھی وہ اس کی شکست میں اپنی شیفٹیں
 فراموش کر رہا تھا۔

 ”ایس! اذرا فلاور شاپ سے جا کر ٹکٹوں تو لے آؤ
 میں اور ماما آرڈر دے کر آئے تھے اب تک تیار ہو گئے
 ہوں گے۔ میں جڑ بیٹھ جھانکی کے ساتھ نیا بھیجی کو
 بار لے لینے جا رہی ہوں ہم لوگ سیدھے وہاں سے میرج
 لان ہی چلیں گے۔ تم ذرا جلدی سے یہ کام کرنا۔
 مہمانوں کی آمد پر خواتین کو ٹکٹن پیش کیے جائیں
 گے۔“
 آرگنٹائیٹ کے ٹکٹ سے کام والے پر پل موٹ
 پر میٹنگ جیو لری پنے وہ روانی سے اپنی بات کہتے
 ہوئے خود پر مہم جو ایس کی وارفتہ نگاہوں سے انجان
 بنی کر ہی گئے تھے پر بھی جلدی جلدی اپنی سینٹل کا
 انگوٹھ لگانے میں مصروف تھی۔ اگرچہ یونیورسٹی میں
 پیش آنے والے واقعے کے بعد سے ایس نے اس
 سے بات چیت بند کر رکھی تھی لیکن دل بہر حال ترک
 رہا۔ راضی نہیں تھا۔ اب بھی اس کی بات پر کوئی
 دسپانس نہیں دیا تھا۔ لیکن وہ بھی بے فکر تھی پتا تھا کہ
 بات سن لی گئی ہے اور عمل بھی ہو جائے گا۔ پوری
 شام ہی ایس نے اس کے ساتھ ہی رویہ اپنایا ہوا
 قلم وہ کوئی بات کرتی تو جواب نہ دیتا لیکن کام بہر حال
 ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اب بھی مطمئن کی بنا پر نکل گئی۔
 نیا بھیجی کو لے کر وہ لان میں گئی تو ٹکٹوں
 کے علاوہ حضرات کو پیش کرنے کے لیے چھوٹے
 بچوں بے بوکے بھی تھے۔ اس نے دل ہی دل میں اس کی
 مامروہائی کی داو دی ورنہ وہ تو اتنی اہم بات کو فراموش
 ہی کر چکی تھی۔ ماموں کی فیملی نے تو ہر کام سے ہاتھ
 اٹھایا ہوا تھا۔ شرکت بھی بالکل وقت کے رشت کی
 لائق رہی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ اگر میرا میر جس پر
 اور میں تو وہ ٹال دے سکتی رہا ہے کہ اسے تو تمہاری

راضی ہو جاتا۔ ایک طرح سے ان کی حق تعالیٰ سے
 کی کوئی نہ جڑ بیٹھ، واقعی سیرانی خواہش رہا تھا کہ
 قربان کو بیٹھ لیکن میرا اسے مناسب نہ سمجھا کہ
 زندگی کا اتنا خوبصورت اور اہم رشتہ جڑ بیٹھ دل کی
 منظوری کے بغیر ہو نہیں۔
 نیا کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر مستحکم جڑ بیٹھ کر
 دیکھ کر وہ اپنے فضل پر مطمئن تھی۔ لیکن میں بیٹھنا
 کی بنا دیا باران کی آنکھوں کے کٹے جھکوا دیتی تھی۔
 جڑ بیٹھ کو وہاں بیٹھتے وقت تو وہ سب لوگ ہی اپنے
 جذبات پر قابو نہیں رہ سکتے تھے خوشی کے یہاں
 بڑے بچے بچکے سے تھے۔ لیکن بہر حال یہ تو قانون
 قدرت ہے۔ خوشی اور غم ایک دوسرے کے تعاقب
 میں گئے رہتے ہیں۔ کبھی غم حد سے ہوا ہو جائے تو
 مالک کل اس کی شدت کو کم کرنے کے لیے خوشیوں کا
 مرمم عنایت کرتا ہے اور کبھی بے تحاشا خوشی میں
 بھی دل میں اٹھتی دھوئی لہریں اسلٹن کو اپنے سے باہر
 نہیں ہونے دیتیں۔
 ”السلام علیکم۔“ مجھے میٹھو کہتے ہیں۔ ایس کی
 کلاس فیلو ہوں۔“ وہ استقبالیہ پر کھڑی تھی کہ ایک
 کلاسیکی سی لڑکی نے ہاتھ ملائے ہوئے اپنا تعارف
 کر دیا۔
 ”میں اس ٹوٹ یو میٹھو جی! ایس میں آپ کو مانا گئے
 پاس چھوڑ آؤں۔“ خوش دلی سے اس کا استقبال کرتی
 وہ اسے لے کر اوٹو ڈیپلو کی طرف بڑھی تھی۔
 ”میں تنگ یو نہ ہا! پلیز ایس کو میرے بارے میں
 بتا رہا۔“
 ”ارے آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہو؟“ وہاں کی
 بڑی بڑی آنکھوں میں حیرانی اڑ گئی تھی۔
 ”بھئی۔ بات یہ ہے کہ میرے دوست مجھے
 اس کا پتہ دیا ہے۔ میں نے پوچھا تو میں نے اسے واسطے
 اس سے کہہ دیا کہ وہ اس سے ملے۔“ وہ اس کی
 ”کی جانی ہو۔“
 ”ایسا ہی؟“ وہاں کی لڑکی نے اس سے پوچھا۔
 ”یہ وہاں کا چیری ہے۔“ اس نے لڑکی کو دیکھ کر

ہوئی۔ جبکہ دوسری طرف وہ ایسے دوستانہ انداز میں
مقابلہ تھا کر جیسے کبھی ناراض ہی نہ ہوا ہو۔
"میرا اب نہیں دیا تم نے میری بات کا؟" اس نے
دوبارہ پوچھا۔
"اچھی خوبصورت لڑکی ہے مزلج کے بارے
میں تم زیادہ اچھی طرح سمجھ گئے ہو کیونکہ بہر حال
دوست تو تمہاری ہی ہے۔" اس کا رد کا ہوا ہاتھ دوبارہ
سے متحرک ہو گیا۔
"اور اگر میں اسے لانا پسندتا ہوں تو؟"
"نہیں۔" جانے کی کیتلی کا ڈھکن اٹھاتے اس کا
ہاتھ جانے کیسے کرم کیتلی پر جا لگا تھا۔
"میرا ہاتھ ڈالو۔" اس نے کہا۔
"میرا ہاتھ ڈالو۔" اس نے کہا۔
"میرا ہاتھ ڈالو۔" اس نے کہا۔

قواری سے اس کی طرف لگا تھا۔
 "اٹھ اٹھ کر نکلتی تھیں۔" سرخ رہے
 اس کے ہاتھ کو تمام کر وہ اس پر تھا ہوا تھا۔
 اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر چہرے پر بیٹھ
 لگا۔
 "چھاروڑ مت میں ابھی کوئی ڈال دیا تھا ہوں۔" اس
 کے ہاتھ آنسوؤں نے فوراً اس کی اس کا ہل صوم کر دیا
 تھا۔
 "تو اس سب چائے کے انتظار میں بیٹھے ہیں لیکن
 یہاں تو لگ رہا ہے کوئی بہت ہی امپورٹنٹ میٹنگ چل
 رہی ہے۔"
 لیکن کے اندر جھانکتی رانیہ کے طنزیہ جملے پر
 کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی تھی لیکن ہاتھ اب بھی اس کی
 گرفت میں تھا۔
 "کبھی کبھی اپنے ان اصلاحیالات کو اپنی ذات تک
 محدود نہ کر لیا کرو تو کوئی حرج نہیں۔ ہاتھ جل گیا ہے زہد
 کا اگر ہو سکے تو خود زہمت کرو اور چائے پیالوں میں
 نکھل کر سب کو پیش کر دو۔" زہد کی تکلیف کے سامنے
 کسی کو بھی ہدایت کرنے کا جو صلہ نہیں رکھتا تھا۔
 "سوئی لایہ کام میرے ہنس کی بات نہیں۔ جب
 زہد کی تکلیف کا علاج ہو جائے تو یہ خود ہی لے آئے
 گی۔" زہدیت ختم اور بے موقوفی سے جواب دیتی رہی۔

وہاں سے چلی گئی۔
 "اب تو چھوڑ دو میرا ہاتھ یا تو کوں میں اشتہار لگاؤ؟"
 "ہاں اس پر جیونہلا دیتی تھی۔"
 "بے کار میں ہر بات کی منتیں سے لایا کرو تو کوں کی
 فضول باتوں پر توجہ دو گی تو زندگی اتھرن ہو جائے گی۔"
 "میں میں رکھے فرق سے کوئی ٹوب نکالے اس بعد اس
 کی جلد پر کریم لگا رہا تھا۔"
 "میں بے کار کی باتیں ساری زندگی انسان کے لیے
 الزام بنی رہتی ہیں۔" اس کی کلاں کی چھوڑ چکا تھا۔
 وہ نہایت آزدگی سے کستی دوبارہ چائے کی طرف متوجہ
 ہو گئی۔
 "تھر رہے دو میں زیندہ کو چلاتا ہوں وہ چائے سرو
 کر دے گی۔"

[illegible][illegible]

"میں نہیں جانتی کہ تم خود اپنی آنکھوں سے
 دیکھتے ہو۔ بہت زبردست سرخاڑ ہے۔" مٹی اس کے
 چہرے کو مزید بواوے دے رہی تھیں۔
 وہ جلدی سے تیک اور قائل جلد پر رکھ کر چہرے پر
 پانی کے دو چار چھینکے مار کر وہ سلیٹے سے لوٹ کر
 ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ لیکن وہاں موجود دونوں
 چہرے اس کے لیے بالکل اجنبی تھے۔
 "ہرگیز کیوں نہیں زوہبا! اندر آؤ اور بیچاؤ کہ یہ
 کون لوگ ہیں۔" ڈیڈی کی آواز ان میں یہ سرشاری اس
 نے پہلے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ وہ بخود ان لوگوں کا
 جائزہ لیتے تھی۔ ایک تو چوبیس چالیس سالہ منظر سم سا
 لڑکا تھا جو اس کی طرف دھچکی سے دیکھتے ہوئے میرے
 دھیرے سے مسکرا رہا تھا۔ جبکہ دوسرے صاحب کافی
 پیچھے رہ کر اور گریس نکل سے تھے۔ جن کی تہنیتی پر
 وجود آکا کا سفید بال ان کی چاندیت میں اضافہ کر رہے
 تھے۔ ان کی نگاہوں کا تاثر بھی برا تر م اور فطرت سا تھا۔
 زوہبا کو غور کرنے پر یہ چہرہ کچھ شامسا محسوس ہوا۔
 لیکن وہ ماضی کی گزشتہ دہائی اس چہرے کو شناخت نہ
 کر سکی۔
 "جی چھوٹی جی تو تھی یہ لاہور سے آئے ہوئے بھائی
 اسے کہاں ہم لوگ یاد ہو سکتے ہیں۔ آپ نے خواجہ
 بگی کو ابھرن میں ڈال دیا۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس
 کے قریب چلے آئے۔ زوہبا کے ذہن میں ان کے الفاظ
 سے ایک جھماکا سا ہوا۔
 "حائق چاہو!" اگلے ہی لمحوں وہ جوش سے چلائی ان
 کے سینے سے جا لگی۔ انہوں نے بھی پوری
 وارفتگی کے ساتھ اس کو بوسہ دیا۔
 "مٹی بڑی ہو گئی ہے یہ بھائی جان! مجھے تو ابھی
 تک وہی بامول کی پوتی ٹپل بنا کر فرماکے اپنے اوپر اوجھ
 کھینچتی رہا ہی ہوا ہے۔"
 "یہ تو کچھ نہیں ہے حائق! ابھی نے تو اس سے بھی
 اچھا تو لاکھ لاکھ دیکھو کہ تو جی ان رہاؤں سے
 تو اب اس سے بھی لکھی ہے دیکھتے ہیں۔" ماما نے ان کی
 جیت پر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے ہاں وہ بھی تو تھی شرارتی لڑکی۔ کہاں ہے
 ابھی تک لڑکی نہیں مجھ سے؟" حائق حید کو چھوٹی چھوٹی
 کافیاں کیا۔
 "کونجی ہوئی ہے آج اس کا فزوس تار پیکل
 ہوتا ہے اس لیے گھر آئے ہیں وہی ہو جائے گی۔ ماما نے
 اطلاع فرما دی۔
 "زوہبا! بیٹا کیا چاہو سے ہی اگلی کھڑی رہو گی۔ یہ
 مٹی بھی تو یہاں موجود ہے کیا اس سے ملنے کا ارادہ
 نہیں ہے؟" ڈیڈی نے اسے ٹوکا تو وہ ہینسپ کر نیپ
 کی طرف متوجہ ہوئی۔
 "دوسری نیپ! ایسے ہیں آپ۔ چاہو سے ملنے کی
 خوشی میں مجھے آپ کا حیان ہی نہیں رہا۔"
 "کوئی بات نہیں میں سمجھ رہا ہوں آپ کی کیفیت
 کو، خوشی میں انسان ایسا ہی ہو جاتا ہے۔" اس نے
 شائستگی سے کہا۔
 "ڈیڈی! یہ لوگ آپ کو ملے کیسے؟" وہ بڑے
 تجسس سے پوچھ رہی تھی۔
 "میری اسی قسم میں جاہل کر رہا ہے غیب۔ اتفاق ہی
 ہے کہ ایک سینے سے زیادہ وقت گزر جانے کے باوجود
 ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ تو آج حائق سے لکھت
 میں ملے ہوئے تو مجھے بتا چلا یہ کسی کام سے کراچی آیا
 تھا تو نیپ سے ملنے آئے پلا آیا اور قسمت کی خوشی
 دیکھ کر مجھ سے ملاقات ہو گئی۔" وہ خوشی خوشی
 تعصبات شمار ہے تھے۔
 "ہم کوئی دوسرے سارے بر تو نہیں رہے تھے
 بھائی جان! اگر آپ چاہتے تو مجھے آسکتے تھے۔ لیکن
 آپ تو ایسے روئے گئے کہ پلٹ کر دوبارہ ہماری طرف دیکھا
 ہی نہیں۔" حائق حید کے لبوں سے شکوہ پھلا۔
 "کس کے لیے آتا میں وہاں؟ جب مسکرا رہی تھی
 میری پروا نہیں تھی۔" ان کی آواز میں گراں کی گراں
 "اب وہ پوتی کی بات نہیں رہی بھائی جان! آپ نے
 چار سال سے ماں کے حراج میں اگلی حید کی اگلی ہے
 اگر آپ کو یاد کرتی ہیں لیکن میری ریت تو ان کا لڑکا
 ہے اس لیے خود آپ سے وابلا کرتے کے بجائے

آپ کی بھینس۔
 "حائق حید کہہ رہا ہے ملاقاتی نہیں ہے بلکہ
 پاس جانا چاہیے۔ آخر وہ ملاقاتی ہے کہ نہیں؟
 ہمارے مانتے چھوٹے یہ بھائی نہیں لگے کہ "صدا
 نے فوراً ہی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔
 "بھینس! بھائی! آپ واقعی بہت اچھی ہیں۔
 یہ نہیں کیوں لگتا ہے آپ کی تو قدر نہیں کرتے کہ ان
 کی اعلا طرفی پر مشکور ہوئے۔
 "ایک بات سوچ رہی تھی میں زوہبا! کو میں کبھی
 رکھے بیڈ پر قیسی ماما نے کیوڑ پر مصروف رہا تو
 غافل کیا۔
 "کون سی بات؟" زوہبا نے ہائیر سے نکھری
 ہلکے بغیر پوچھا۔
 "مٹی کہہ رہے ہیں حائق چاہو ہیں ان کی شادی ابھی
 تک کیوں نہیں ہوئی۔ حالانکہ اتنے خالص ہنر سم
 ہیں۔ جاہل بھی بہت اچھی ہے۔ اتنے زبردست شخص
 کو کوئی اچھی لڑکی نہ گھمرائے یہ تو بڑے عجیب کی بات
 ہے۔
 "او ٹھیک! تھی اچھی لڑکی! لیکن حسب معمول ملاقاتی
 صاحب راضی نہیں ہو میں۔ یہ نہیں کہیں انہیں
 بیٹوں کی پسند بھی پسند نہیں آتی۔" زوہبا کے انداز میں
 کئی کئی۔
 "ابھیں کہے پتہ چلا اس بارے میں؟" ماما سارا
 قصہ سننے کے لیے بے چین تھی۔
 "ماما نے پوچھا تھا ان سے۔ ان وقت میں وہیں
 بیٹھی تھی۔ اس لیے میں نے بھی سارا سنا۔
 "لو، کوئی آفس کو ایک شخص کی صاحبہ تھی۔
 "مٹی سے ان کے حقائق پتہ لگے تو وہ راضی ہو
 گئی۔ چاہو ڈیڈی اور ماما کی باتوں سے سن کر
 خوش تھے اس لیے ڈیڈی کی طرف سے حقائق سن کر
 راضی ہو گئی۔ اس لیے اس نے کئی کئی بار
 دوسری لڑکی سے ملنے کے لیے کئی کئی بار

ہوئے اسی طویل وقت گزارنے کے بعد دلاوی کا دل
 میرا اور انہوں نے جو صبا کے لیے رشتہ لے جانے
 کی آفر پہنچا کر دی۔ لیکن اس دوران ان کی شادی
 ہو چکی تھی۔
 یہاں دلاوی محترمہ پختل فلسوں کے ولن کی
 طرح تھیں۔ انہوں نے جب دیکھو دیکھو بیویوں کو جدا
 کر کے رکھ دیتی تھیں۔ "اما کا دلاوی پر کیا کیا بیویوں
 کو زیادہ بے اختیار ہی لگتی۔
 "میں نے تو انہیں اس بات پر ہنسا جا رہا ہے؟"
 "میں بہت خواتین پر دستک دے کر اپنا تک ہی اندر آئے
 تھے۔
 "کچھ نہیں خیر، اہم لوگ ایسے ہی تھیں میں
 نہیں بھلا کر رہے تھے آپ آئے تھے۔" اما نے جلدی
 سے کی کہ قریب ہی کر رہی تھی۔
 "آپ لوگ میری وجہ سے مضرب نہیں ہوں
 گے اصل میں تھے غیر نہیں آ رہی تھی۔ آپ کے
 کہنے کی ناست جلتی دیکھی تو میں چلا آیا کہ گپ
 شپ میں تو وقت گزر جائے گا۔"
 "یعنی آپ کو بھی دلاوی طرح راتوں کو جانے کی
 جلدی ہے؟ آپ ایسا کیسے اس سے دھکی کر لیں خوب
 کھینچ کر لیں۔" اما نے "شپ پینڈ" کہی۔
 "تھے راتوں کو جانے کی تیاری نہیں ہے لیکن
 اس وقت ہی اگر سوتے کی جگہ تبدیل ہو جائے تو غیبت
 اور جاتی ہے۔ اس سے وضاحت کی۔
 "فاقہ تو میرا کے اعزاء پر آج وہ اور حلقہ میں
 رہ گئے تھے۔
 "آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ انہیں کچھ گامیاب ہلائی؟
 "میں نے انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے چاہیں گے۔ اس
 میں بہت کچھ ہے۔ انہیں ہلائی انہیں کسی بھی ہار
 آتے ان کو کھانے کے ساتھ۔" اما نے یہ کہہ دیا
 اور وہی چلی۔
 "میں نے انہیں کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن اس دیکھ
 سکتے ہیں کہ انہوں نے کس طرح ہلائی اور انہیں
 کے لئے کھانا اور دوا دے دی ہیں۔ انہوں نے ملنے کے

"اور اہل لایہ کیا اتنا سلسلہ ہے؟" آپ اپنے بیٹے کو
 میں کچھ کہہ رہی تھی اتنی باری ہی تھیں۔
 "حافظ نے اہل کی توجہ زیادہ اور بائیں طرف
 مبذول کروائی تھی۔
 "اس سے میں کہنے انہیں مبذول کرتی ہوں۔ یہ تو
 برسوں سے میرے دل میں بس رہی ہیں۔ انہیں میری بیوی
 میرے گھر لگ جائے۔" انہوں نے اپنی باتیں دہرائیں
 کے لیے اگلی تھیں۔
 "اما ٹھیک کہہ رہی تھی، جنہیں تو واقعی لگتا ہے
 راتوں کو جانے کی تیاری ہے۔" ان میں سے کسی نے کہا
 پیچھے سے آئی خیر کی آواز نے چونکا دیا۔ شب خوالہ کا
 آرام وہ لباس پہنے وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے عین
 اس کی پشت پر کھڑا تھا۔
 "مجھے تو خیر راتوں کو جانے کی تیاری ہے۔ لیکن آپ
 ہیں ابھی تک جاگ رہے ہیں جبکہ یہ تو آپ کا اپنا گھر
 ہے۔" انہیں جبکہ ہونے کا شکوکہ بھی آپ نہیں کر سکتے۔
 "ماں راتوں سے کام لیتے ہوئے اس نے بات کا رخ اس
 کی طرف موڑ دیا تھا۔
 "ہے تو ویسے خلاف معمول بات لیکن یہ نہیں
 کہے اچانک ہی میری آنکھ کھل گئی۔ دوبارہ سونے کی
 کوشش کی لیکن بند نہیں آئی۔ ایسے ہی وقت گزارنے
 کے لیے میں اپنے کمرے کی کھڑکی سے نیچے لان کا نظارہ
 کر کے لگاؤ نظر آ رہا تھا۔ میں نے سوچا اکیلے پور
 ہونے کے بجائے تمہارے ساتھ گپ شپ کر لی
 جائے۔" وہ اطمینان سے اس کے قریب ہی بیٹھتے
 ہوئے بولا۔ جبکہ وہاں کو گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔
 "لی جگہ جہاں کے لوگوں کے مزاج سے وہ پوری طرح
 واقف نہیں تھی اتنی رات گئے ایک لڑکے کے ساتھ
 نما پڑھنا کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ لیکن فوراً انہیں
 کچھ نہیں جاسکتی تھی کہ یہ خلاف قیاس تھا۔ میں
 ہوش سے بیٹھ رہی تھی انہوں سے حقیقت پوچھ کر
 "میرے خیال میں یہاں میں ہی لے جاتے ہوئے"

میں زیادہ مشکل نہیں تھی۔ آپ نے کہا کہ یہاں
 بالکل بھی کسی کو پور نہیں ہونے دیتے۔ جیت بھی
 تھوڑا سا مسئلہ ہے اس کے لیے میں پہلے ہی اس سے
 ایک سکینور کر لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہاں انہیں لگا
 والدین پر کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ "خدا ہی کو پتہ ہے
 ہونے اس نے از خود ہی اچھا مشورہ کر دی تھی۔
 "آپ بیکار میں پریشان ہو رہے ہیں میں اس کی جگہ
 کے مزاج کو سمجھ سکتی ہوں۔ ہم لوگوں کے لیے تو انہیں
 کافی ہے کہ انہوں نے ہماری یہاں آمد پر کوئی اعتراض
 نہیں کیا۔ باقی دونوں کی صورتی بہت اچھی ہے تو
 برداشت ہوئی جاتی ہے۔"
 وہ غمناک تہذیب سے کہہ رہی تھی۔ خیر
 خاموشی سے اس کا چہرہ کھلے لگا۔ وہی مخصوص نرم
 و ملائم سا اثر جو ہر وقت حیران کے چہرے پر موجود رہا تھا
 وہاں بھی چھایا ہوا تھا۔ برے رویوں کو خاموشی اور صبر
 سے برداشت کر لینے کا وصف بقیہ "اس نے اپنی ماں
 ہی سے لیا تھا۔
 "ایسی لڑکی کے ساتھ زندگی گزارنا سہل ہوگا۔"
 اپنے ذہن میں ابھرتے خیال نے اس کی نظر کا زاریہ بدلا
 اور وہ کچھ مختلف انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔
 "میرا خیال ہے اب چل کر سوچنا چاہیے۔ ویسے
 بھی فضا میں کچھ خشکی ہی محسوس ہو رہی ہے۔" اس کی
 حسیات نے بہت تیزی سے کسی تبدیلی کو محسوس کیا تھا
 اور وہ گھبرا کر اندر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔
 "لگتا ہے اپنے رشتہ گروں کی تیاری ختم ہو چکی۔
 جائیں گی۔" دل ہی دل میں سوچا وہ اپنے آپ سے
 مسکرایا تھا۔
 "ان غلہ تھوڑی سی شہسوہی آ رہی ہے۔
 "خیر، تو بے گمل فتنہ ہو گا۔ میں اس کے آگے
 نہیں جاؤں گا۔ اپنے قریب ہی مسئلہ رکھ لیا۔
 "میں نے اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔
 "میں کل کہہ چکا تھا۔ یہاں سے ملنے کے

ایکے ساتھ چلتے ہوئے میت سے اس کے سر پر ہاتھ
 پھر کر لگی تھی۔ لڑائی اسے تشویش ہونے لگی تھی۔
 "میں اپنی صفائی کا احساس ہو گیا۔ ہر وقت
 وہ میرے پرستی طرز کی رفتاری رفتی تھیں۔ اللہ نے
 ان کا کام کیا۔ ان کے سامنے ہی اراکھ لائی دانیہ
 پتھر نے اپنے کچھ اور غیر ضروری سے کورٹ میں
 لڑائے۔ مٹی پر ہونے والے کھیل میں کہ خاندان سے
 باہر لڑی تھیں۔ بڑی سرگرمی رہی تھی۔ "خیر جیس کے
 جوہر نے اسے جیتے میں جھکا دیا تھا۔
 "لہذا کسی کے گوار پر کچھ چلنے اور دل آزاری
 کرنے کی سزائیں بھی اسے ڈالیں۔ میرا دل بے پروا
 شادی کو اتار دیا۔ لڑائی ختم ہونے سے پہلے وہی تھیں۔
 میں نے جیتے دینی تھیں۔ مٹی کی مٹی میں اس کا ساتھ
 ہے۔ لیکن آج کثرت ہو گیا تھا کہ اگر جولی کے منہ
 اور اس کے کوہ سے قہر کرنے کے بجائے زبردستی
 سے کام لیا جائے تو یہ اپنے ساتھ خاندانی خجارت اور
 کثرت کی ہر ساری برائے چلا ہے۔
 "تو اس کی دل دیا۔ وہ گویا دھیر میں لہلہا کو کھر
 پھر لے۔ یہ تھا وہاں پلٹ کر نہیں آتا۔ میرا دل تھا
 اس کے ساتھ توڑی ہوئے کے لیے کھر چلے گا۔ ذرا
 قہقہہ ہو کر اچانک ہنسی نکال دی۔ "بڑی دیر سے
 خاموش بیٹھی میرا دل ہل چکا تھا۔ خوشی تو توڑا
 تھا۔ اور ہر جھلک کے لیے کھٹکھٹا ہوا ہوا گویا
 تھوڑے کے قہقہے بھی نہیں رہے تھے۔ مہملی
 ہے۔ یہ بھی تھی۔ دانیہ خاندان کی بڑی تھی جس
 کے لئے لڑا۔ اس نے سب ہی کو انہوں میں جھکا کر دیا
 تھا۔
 "میں نے جی ہوں آپ کو اتنی اس تو مشکل ہی
 ہے کہ آپ انہیں ہلکے آگے آگے اصل میں میں نے
 اسے لڑنے کے انتظامات کرنے کی ذمہ داری سونپی
 تھی۔ لیکن اس میں مصروف ہو گیا۔ میرا دل ہے کہ
 لڑنے کے لئے ہی اس قرض کو انجم دے لیا
 چاہتا تھا۔ میں نے اس کی فانی شادی حیثیت نہیں
 دہرائی۔ میرا دل ایک قلمی شادی ہی کی بجائے سب

بھارت میں۔ "خیر جیس نے اپنی خدمات پیش کرتے
 ہوئے اس میں کے بارے میں بتایا تھا۔
 "چلو ٹھیک ہے پھر تمہارے ساتھ ہی چلتی ہوں۔
 میری غیر موجودگی میں یہ دونوں ہمیشہ یہاں رہیں
 گی۔ بعد میں جب طلاق مجھے پھونکنے آئیں گے تو
 انہیں لے جائیں گے۔ "میرا اپنا پرس منہ لے لے
 کھڑی ہوئی۔
 * * *
 "میرا چاہو! اسلام علیکم کیا حال ہے؟"
 "جی جی میں بالکل خیریت سے ہوں۔ سب کچھ
 والے بھی ٹھیک ٹھاک ہیں۔ صیب بھی اکثر شام کو
 آجاتا ہے۔ ہم لوگوں سے ملنے بہت انجوائے کرتے
 ہیں۔ "میرا دل اس کے ساتھ۔"
 کارڈ میں ہاتھ میں پکڑے حلق سے بات کرتے رہا
 کے منہ سے غریب گھر کو سن کر اس میں سے یہ جھلکی
 سے پہلو دلا تھا۔ وہاں بھی گھر پہلے ہی میں لیا تھا۔
 بلایا پڑی میں اس کے لیے چائے بنا رہی تھی جبکہ میرا
 آبی نماز میں مصروف تھیں۔ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے
 کمال رسی کی تھی اور دوسری طرف سے حلق میں آواز
 سن کر میرے خوش و خروش بہت کمزور ہو گئی۔
 "اے اور تو ابھی آنا ممکن نہیں ہے۔ یہی بہت چھٹیلا
 ہو چکی ہیں۔ سسٹم ٹھیک ہو جائے تو پھر آؤں گی بلکہ ایسا
 ہے کہ تم ہی بتا رہی تھیں کہ صہبائی اور ان کے گھر
 والے وادی اور پھوپھو کی خوب چوتیاں کھانے کے
 بعد اب راضی ہو گئے ہیں تو ایسا کیجئے آپ شادی کی
 ڈیٹ فکس کر لیں۔ ہم لوگ پھر بہت سارے دنوں
 کے لیے وہاں آئیں گے۔ صیب نے بھی آپ کی شادی
 کے لیے خوب ڈھیر سارے ملازمت بنا رکھے ہیں۔ میں
 وہاں آؤں گی تو آپ کو بتاؤں گی۔"
 "ایا صیب کے ذکر کے بغیر اس کی بات عمل نہیں
 ہو سکتی۔" اس نے ہاتھ میں چڑا میٹرز غصے سے
 ٹھیک پر چلا۔ "دوبارے اس کے انداز پر جو کہ ایک
 نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر دیکھا تو دل پر مصروف

ہوئی۔
 "ایسا کیجئے گا چاہو! شادی کے لیے چودہ فوری کی
 رات رکھ دیجئے گا۔" اس نے ہاتھ میں لے کر وہ عورت
 کرنے والے میں جانیں گے۔ "تو لوگ سے دنوں
 میں چاہو اس کی طرف سے کٹھنی ہوتی تھی۔
 "لہذا میں جا رہا ہوں کوئی یور ہوئے کے لیے
 نہیں آیا تھا۔ میں۔" بالآخر چرچا کر اس نے سہاگو کاوا
 دے ڈال۔
 "میں بس ناراض نہ ہوں۔ لیجئے میں آئی۔" ماما
 ہاتھ میں نہ لے کر باہر ہی سے لے کر لکھی اندر داخل ہوئی
 تھی لیکن جیسے ہی ہاتھ لگا حلق چاہو کا فتنہ ہے اور ہا
 کے ہاتھ سے سیٹ پیچھن لیا۔
 "دوبارہ یور۔ کافی دیر بات کر چکی تھی اس لیے
 طرانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے بات کرنا چھوڑ کر
 اس کے لیے کپ میں چائے اتار لینے لگی۔
 "دوبارہ میرے ایک دوست کی شادی ہے تم چلنا
 میرے ساتھ۔ اور نہ اکیلے تو میں یور ہو جاؤں گا۔"
 "لیکن میں کیا کروں گی وہاں جا کر۔ میری کون سی
 آپ کے دوستوں سے جان پہچان ہے۔ آپ میٹرو کو
 لے جائے گا اپنے ساتھ۔ وہ بھی انجوائے کرے گی اور
 آپ بھی یور نہیں ہوں گے۔" میٹرو کو لے جانے کا
 مشورہ دیتے ہوئے اس کا انداز کچھ روکھا سا ہو گیا تھا۔
 "میٹرو کی ہے اس دن میٹرو کی اپنی چھٹی میں شادی
 ہے اس لیے وہ میرا ساتھ نہیں دے سکے گی۔" بڑی
 زور سے جیسے اس کے دل پر اس کے انداز سے
 لکھتی تھی۔ پھر بڑی تیزی سے۔
 "تو میں بھی کوئی ایسی فالتو نہیں ہوں جو آپ کے
 ہاتھ چل بیڑوں۔ مجھے بھی بہت سارے کام ہوتے
 ہیں۔" اسے پتہ اور عصر آیا تھا۔
 "دیکھیں اتنی آہ زور کتنی بے مروت ہے۔ اتنی دیر
 سے خوشامد کر رہا ہوں کہ مجھے ساتھ دے دے۔ دوست
 کی شادی میں چلے لیکن راضی ہی نہیں ہو رہی۔ یہی
 کے ساتھ الزامات کہاتے اس نے اب نیا بھائی کی تو
 بھوری ہے اس کے میں ان سے کہ نہیں سکتا اور

ایکے ساتھ چلتے ہوئے میت سے اس کے سر پر ہاتھ
 پھر کر لگی تھی۔ لڑائی اسے تشویش ہونے لگی تھی۔
 "میں اپنی صفائی کا احساس ہو گیا۔ ہر وقت
 وہ میرے پرستی طرز کی رفتاری رفتی تھیں۔ اللہ نے
 ان کا کام کیا۔ ان کے سامنے ہی اراکھ لائی دانیہ
 پتھر نے اپنے کچھ اور غیر ضروری سے کورٹ میں
 لڑائے۔ مٹی پر ہونے والے کھیل میں کہ خاندان سے
 باہر لڑی تھیں۔ بڑی سرگرمی رہی تھی۔ "خیر جیس کے
 جوہر نے اسے جیتے میں جھکا دیا تھا۔
 "لہذا کسی کے گوار پر کچھ چلنے اور دل آزاری
 کرنے کی سزائیں بھی اسے ڈالیں۔ میرا دل بے پروا
 شادی کو اتار دیا۔ لڑائی ختم ہونے سے پہلے وہی تھیں۔
 میں نے جیتے دینی تھیں۔ مٹی کی مٹی میں اس کا ساتھ
 ہے۔ لیکن آج کثرت ہو گیا تھا کہ اگر جولی کے منہ
 اور اس کے کوہ سے قہر کرنے کے بجائے زبردستی
 سے کام لیا جائے تو یہ اپنے ساتھ خاندانی خجارت اور
 کثرت کی ہر ساری برائے چلا ہے۔
 "تو اس کی دل دیا۔ وہ گویا دھیر میں لہلہا کو کھر
 پھر لے۔ یہ تھا وہاں پلٹ کر نہیں آتا۔ میرا دل تھا
 اس کے ساتھ توڑی ہوئے کے لیے کھر چلے گا۔ ذرا
 قہقہہ ہو کر اچانک ہنسی نکال دی۔ "بڑی دیر سے
 خاموش بیٹھی میرا دل ہل چکا تھا۔ خوشی تو توڑا
 تھا۔ اور ہر جھلک کے لیے کھٹکھٹا ہوا ہوا گویا
 تھوڑے کے قہقہے بھی نہیں رہے تھے۔ مہملی
 ہے۔ یہ بھی تھی۔ دانیہ خاندان کی بڑی تھی جس
 کے لئے لڑا۔ اس نے سب ہی کو انہوں میں جھکا کر دیا
 تھا۔
 "میں نے جی ہوں آپ کو اتنی اس تو مشکل ہی
 ہے کہ آپ انہیں ہلکے آگے آگے اصل میں میں نے
 اسے لڑنے کے انتظامات کرنے کی ذمہ داری سونپی
 تھی۔ لیکن اس میں مصروف ہو گیا۔ میرا دل ہے کہ
 لڑنے کے لئے ہی اس قرض کو انجم دے لیا
 چاہتا تھا۔ میں نے اس کی فانی شادی حیثیت نہیں
 دہرائی۔ میرا دل ایک قلمی شادی ہی کی بجائے سب

وہ اس لیے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے
چلتے ہوئے یکدم زوہا کے قدم ایک لمبے کوڑکے سے
لٹکے اس نے فوراً ہی اس کا بازو تھام کر اسے سارا
وہاں تک اس پر دو لوگوں کے روپ میں بیٹھی بیٹھو اس کی
طرف رخ مڑی انداز میں دیکھتے ہوئے مسکرائی۔
"تو یہ کہہ رہے تھے کسی دوست کی شادی ہے
لیکن یہ تو بیٹھو ہے۔" وہ بھانے دو لہو لوگوں سے ملنے
کے وہیں کھڑے کھڑے اس سے ملنے لگی۔
"تو کون فلا تو میں کہتا تھا۔ بیٹھو میری دوست ہی
ہے۔ تم اب تک کچھ اور سمجھتی رہی ہو تو یہ تمہارا اپنا
صور ہے۔" وہ بڑے مزے سے اس کے تاثرات سے
لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"مت ہو چکا اس کاؤل۔ تم اب تمہیں زوہا سے
ساری کھینچ چاہیے۔ مجھے تو یہ یقین تھا اس روپ میں
وہ کچھ کر سکتی ہوگی۔" اسے سن کر وہ نے کی پروا
کیے بغیر بیٹھو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور
بے غلوس سے زوہا کا ہاتھ تھامے اس سے
جھپٹ گئی۔

"لیکن اب اس کو آسانی سے مت جھٹکے گا زوہا!
مجھے معلوم ہے تمہاری آفت کی پرکھ بیکم کے ساتھ مل
رہا اس نے اب کا کتا خون چاہا ہے۔"
اس نے بھی اس حقیقت سے باخبر ہونے کے
بلکہ وہ وہاں بیٹھو کے لئے لٹا تھا تو اب کا کیا حال ہوا
وہ کا میں نہیں مل سکتا ہوں۔"

یہ سنا کر وہاں سے مشور سے تواڑ رہا تھا۔
"لیکن اس نے مجھے بھی اس وقت گھر جانا ہے میں
گولی میں ہوں اب آئی ام۔" وہ تیزی سے پلٹ کر
اس کی طرف دیکھ کر بیٹھو کی طرف اشارہ کرتی تھی اس
نے جیسے بے خوف اسے اپنے عقب میں بیٹھو اور
سر لیکن کوڑکے سے بھائی و تھا۔

کسی کو میں نہیں آتا کہ آخر یہ کیا
تھا۔ وہاں سارا لوگ اچھا سے تھا تو کئی تھی۔

یہ تمہارے روپوں کا وہ مل تھا۔ کتنی بے دردی
سے تم میرے غلوس کی دھجیاں اڑاتی تھیں میں مجھے
بھی غم آ گیا۔"
"میں تو صرف خود کو کسی الزام کی زد میں آنے سے
بچانے کے لیے ایسا کرتی تھی۔ بیچین سے تم کی کو
میرج کے ملنے سن کر میں نے سوچ لیا تھا کہ اگر کسی
سے محبت کروں گی مگر اس سے شادی ہرگز نہیں کروں گی
لیکن اب بار بار میری راہ میں آ جاتے تھے۔ مجبوراً
میں آپ کی ساتھ برا سلوک کر جاتی تھی ورنہ تو میرا
دل ہی جانتا ہے کہ ایسے ہر واقعے کے بعد خود مجھے کتنی
تکلیف ہوتی تھی اور پچھلے پورے ایک سال سے
آپ نے مجھے کتنی تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے یہ تو
صرف مجھے ہی معلوم ہے۔"

وہ نہ جانے کس کیفیت میں گھری مسرتھکانے والی
سے اعتراف کے جاری تھی۔ اس نے گاڑی زوہا
آگے لے جا کر روک دی۔

"مگر تم اتنے خوبصورت عذوبوں کو مجھ سے چھپا
چھپا کر نہ رکھیں تو مجھے اتنا ملوین ڈرامہ کرنے کی
ضرورت نہیں پڑتی۔ وہ تو بھلا وہ بیٹھو کا کہ اس نے تم
سے اندر کی بات اگھوانے کے لیے نہ صرف اتنا
زبردست آئیڈیا دیا بلکہ اپنے منکبیر کی اجازت سے
میری بھرپور مدد بھی کی۔ حالانکہ وہ تمہارے جیسے ملکی
صاحب اس کو دیکھ کر ہی ناک بھوں چڑھنے لگتے
تھے بلکہ وہ تو مجھے بھی اپنی خوشخوار نظروں سے دیکھتے
تھے کہ لگتا تھا نظروں ہی نظروں میں مار ڈالیں گے اور تو
اور نہ ہی ابھی بھی تمہاری ہمدردی میں مجھ مسکین پر طعنے
بازی کرنے پر اتر آئی تھیں۔"

"مجھے ڈر لگتا ہے اس میں لوگوں کی باتیں
پرداشت نہیں کر سکوں گی۔" اس کی سہلی وہیں پرانگی
ہوئی تھی۔

کے خبر تھی کہ اتنی دیر لڑکی بھی
جہل کے خوف سے میری یاہ تک بھلا دے گی
جس شاعر نے بھی یہ شعر کہا ہے اس کی عجیب

بھی تمہاری ہی طرح عقل سے کوڑی ہوگی۔ اللہ کی
بندی اب کس بات سے ڈرتی ہو ہو طعنے دیتے والے
لوگ تھے ان کی زبانیں تو خود حالات نے بند کر دی
ہیں۔ بانی سارا بھان فارغ نہیں بیٹھا کہ صرف زوہا
طابق اور اس عید اللہ کو بچنے کوڑکے سے کرنا ہے
تمہارے نہیں کیوں خود کو اتنا ہی آگے لی جیتی ہو۔ اٹھا
ہو کہ میں تمہیں حقیقت بتانے کے بجائے ابھی کچھ
عرب اور رات بھر جائے اور آسو یہاں سے۔" وہ کچھ
چڑھا گیا۔

"تو نہ ختم کرتے اپنے ڈرامے کو۔ میں کوئی آنسو
یہاں سے آپ کے پاس تو نہیں آئی تھی۔" ماما کو اندر کی
باتیں باہر پہنچانے پر مڑا پچھلے کا فیصلہ کرتے ہوئے
اس نے توجہ کرنا بڑا ہوا تھا۔

"بیچوری تھی اس کے ختم کرنا بڑا ڈرامہ۔ ایک تو
ڈرامے کا اہم رول میٹرو بیگم کے شادی کا فیصلہ کر کے
مزید اوکھڑی سے انکار کر دیا اور دوسرے وہ تمہارے
مایا زوہا صاحب رقیب روسیہ کا رول ایلے کرنے
کے لیے تیار بیٹھ تھے۔ زوہا جو غفلت ہو جاتی تھی تو
وہ لے آتے نہیں۔ ویسے ہی آج کل تم بڑا غیب
غیب کرنے لگی تھیں۔"

"ہاں تو بالکل ٹھیک۔"
"شش۔" وہ نہ جانے کیا کہنا چاہ رہی تھی اس
نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔
اس کی دست و پاچ سے ابھرتا خوبصورت میوزک
رات کے ہمارے چہنے کا اعلان کر رہا تھا۔ باہر کی فضا بھی
پناہوں اور ہوائی غارتگ کی آوازوں سے گونج اٹھی
تھی۔

"ابھی شو ایر۔" اس نے دھیرے سے سرگوشی
کرتے ہوئے زوہا کی نظروں کے تعاقب میں آسمان کی
طرف دیکھا۔ خوشی میں کی جانے والی آنکھیں ڈھلکی
اج سے یہاں وہاں رنگیں رنگ بکھرتے تھے۔
"تم کب میری زندگی میں رنگ کھینے والے کہ
ان کی لہو ہاں! اس کا بچہ شمار آ رہا تھا۔
"کم از کم اس سال میں کیونکہ اس سال مجھے پنا

آخر عمل کرنا ہے اور آپ کو کسی قسم میں ملنا چاہیے
کرنا ہے۔" اس نے عمل سے مروت سے کہنے میں
کے رونا ٹھک سنا کا بڑا غصہ کرنے کی کہ نہیں ملتی
لیکن وہ بھی مارا نہ والا نہیں تھا۔
"ٹھیک ہے مجھے معلوم ہے۔"

"آپ اتنا زیادہ بھی بولتے ہیں اس بات سے
پہلے مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا۔"
"صرف زیادہ بولتی ہیں میں نے تم عملی طور پر بھی
بہت کچھ کر سکتے تھے۔" ماما نے ایک شرارتی نظر زوہا کے
شہر سے سر نہا کر پڑا لیتے اس نے گاڑی کی رفتار
بڑھا دی۔

گاڑی میں "تمہارا ساتھ سے کتنا بڑا" بار بار دہرائے
کر کے بجایا جا رہا تھا سیٹ کی پشت سے ٹھیک لگنے
آٹھویں موند کر بیٹھی زوہا کو اب اس پر کوئی اثر نہیں
نہیں تھا۔ وہ بند ٹیکوں کے پیچھے وہاں سے اپنے ان
خوابوں کو سجا چکی تھی جس سے دستبرداری کے فیصلے
نے اس کی غنڈیں چھین لیا تھیں۔

شکستہ محو کے مرتبہ کردہ
"خاتون کا دست خوان اور" مکتبہ حسن خوان
کے لئے
خوبصورت رحمن تعلیم کے ساتھ پیوے ہاں ہیں
کمانوں کے علاوہ
چائیز کھانے
1501
1881
مکتبہ حسن خوان
مکتبہ حسن خوان
1501
1881